International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

خواتین کے اختصاصی مسائل سے متعلق تقریرات رسول اور مستنبط احکام

The Prophetic Statements Regarding Women's Specific Issues and the Derived Rulings

1. Muhammad Sajid
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: Muhammad.sajidldr@gmail.com

2. Prof. Dr. Abdul Ghaffar
Chairman, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: abdul.ghaffar@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7132-0093

To cite this article: Muhammad Sajid & Prof. Dr. Abdul Ghaffar. 2025. "خواتین کے اختصاصی مسائل سے متعلق تقریرات رسول اور مستنبط احکام: The Prophetic Statements Regarding Women's Specific Issues and the Derived Rulings". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 7 (Issue 1), 69-83.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 7 || January - June 2025 || P. 69-83
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-7-1-6/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.07.01.u6
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2025
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This article presents a comprehensive study of the specific Islamic legal rulings pertaining to women, focusing on three critical physiological conditions: ḥayḍ, nifās, and istiḥāḍah. Drawing primarily upon the authenticated traditions of the Prophet Muḥammad peace be upon him, the paper meticulously analyzes key ḥadīth texts and their juridical interpretations as established by classical scholars. It explores the distinctions made by the Prophet himself between these forms of bleeding, and how those distinctions have informed rulings on ritual purity, prayer, fasting, sexual relations, and other acts of worship and daily life. Furthermore, the article evaluates the methodologies adopted by fuqahāʾ in deriving fiqhī rulings from the Prophetic narrations, highlighting the interplay between textual evidence, medical understanding, and contextual application. By doing so, the paper underscores the depth,

nuance, and relevance of Islamic jurisprudence in addressing the unique religious responsibilities of women.

Keywords: Ḥayḍ, Nifās, Istiḥāḍah, Prophetic Traditions, Islamic Legal Rulings

اسلامی شریعت ایک کامل نظامِ حیات کا نام ہے جو انسانی زندگی کے ہر گوشے کو مقدس اور منظم بناتی ہے۔ خواہ وہ معاملات یا عبادات سے متعلق ہوں یا ظاہری طہارت یا باطنی طہارت سے متعلق ہوں۔ انہی اہم ترین موضوعات میں سے ایک موضوع مخصوصاتِ خواتین کا ہے جو عورت کی فطری اور جسمانی کیفیتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ مخصوصاتِ خواتین کے احکام کا ماخذ اقوال و افعال ِ رسول ﷺ کی طرح تقریراتِ رسول ﷺ بھی ان احکام میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔" تقریرِ رسول ﷺ سے مراد وہ اقوال وافعال جو صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سرزد ہوئے اور آپ ﷺ نے ان پر سکوت فرمایا یا ان کی تائید فرمائی۔ ابو شامہ کے نزدیک تقریرِ رسول ﷺ کی تعریف درج ذیل ہے:

> أن يرى النبي صلى الله عليه وسلم فعلا صادرامن مسلم مكلف،او يسمع منه قولا،اويبلغه ذلك؛ ولم ينكره عليه مع فهمه له.[1]

> رسول اللہ ﷺ نے کسی مکلف مسلمان کا کوئی فعل دیکھا یا اس سے کوئی قول سنا اور آپ ﷺ کو اس کے قول یا فعل کی اطلاع دی گئی اور آپ ﷺ نے اس کے باوجود بھی انکار نہیں کیا۔

ذکر کردہ موضوع کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب عصرِ حاضر میں عورت سے متعلق فقہی مسائل کو بعض اوقات یا تو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا پھر غیر ضروری سختی اور پیچیدگی کا شکار بنا دیا جاتا ہے۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ کی خاموش تائیدات امتِ مسلمہ کے لیے وسعت اور رحمت کے دروازے کھولتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ دینِ اسلام عورت کی فطرت سے ہم آہنگ اور جامع نظام پیش کرتا ہے۔

مخصوصاتِ خواتین کا دائرہ کار

اسلام ایک کامل دین ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ خواتین کی فطری و جسمانی ضروریات کو بھی برابر اہمیت دیتا ہے انہی فطری امور میں سے تین اہم حالتیں حیض، نفاس اور استحاضہ ہے جو صرف خواتین سے متعلق ہیں۔ ذکر کردہ ان تینوں کی تفصیلات کو شریعتِ اسلامیہ نے ان سے متعلق مخصوص احکام اور حدود و قیود کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ انہی احکامِ شرعیہ و تعلیماتِ اسلامیہ کو ہم جامع اصطلاح میں مخصوصاتِ خواتین کا نام دے سکتے ہیں۔ مخصوصاتِ خواتین کا دائرہ کار ان تمام فقہی و طہارت مسائل پر مشتمل ہے جو خواتین کی عبادات، ازدواجی زندگی، جسمانی طہارت اور دینی فرائض پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان ایامِ مخصوصہ میں عورت پر نماز، روزہ، طوافِ بیت اللہ، تلاوتِ قرآنِ مجید، مباشرت اور دیگر عبادات کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ انہی احکامِ شرعیہ کی بنیاد پر ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمائے۔ لہذا مخصوصاتِ خواتین ایک ایسا شرعی دائرہ ہے جو عورت کی فطری کیفیتوں کے حوالے سے براہِ راست سنتِ رسول اللہ ﷺ اور فقہی استنباط پر مبنی ہے۔ اس دائرے میں طہارت کے مسائل، ازدواجی زندگی، تعلقات کی حدود، اجتماعی عبادات میں شرکت کی شرائط اور

[1] Abū Shāmah, Al-Muḥaqqiq min ʿIlm al-Uṣūl, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1994), p. 171.

عورت کی جسمانی وروحانی تطہیر کے احکام بھی شامل ہیں۔اب ذکر کردہ مخصوصاتِ خواتین یعنی حیض،نفاس اور استحاضہ کی اصطلاحات وفروق اور مسائل ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

حیض کا لغوی معنی کسی چیز کا جاری ہونا اور بہہ پڑنا ہے جبکہ "شریعتِ اسلامیہ کی اصطلاح میں وہ خون جو طبّی طور پر عورت کی شرمگاہ سے ایک وقت مقرر پر کسی بیماری،زخم،اسقاط یا ولادت کے بغیر جاری ہو حیض کہلاتا ہے۔"چونکہ یہ ایک طبّی خون ہوتا ہے اس لیے عورت کے مخصوص حالات اور آب وہوا کے تغیرات اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اس میں مختلف عورتوں کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر یا کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

استحاضہ وہ خون ہے جو ایامِ مخصوصہ کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ میں جاری ہوتا ہے یہ ایک مرض ہے اور اس کا حکم حیض سے مختلف ہے۔استحاضہ اور حیض میں فرق یہ ہے کہ حیض کا خون سیاہ ،گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے۔مدت مکمل ہونے کے بعد زرد یا مٹیالہ خون آجائے تو وہ استحاضہ ہے۔فرق پہچاننے والی خواتین حیض پر نماز چھوڑے گی اور استحاضہ کے دوران ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔اگر پہچان نہ ہو مگر عادت معلوم ہو تو عادت کے مطابق نماز چھوڑے باقی دنوں کو استحاضہ سمجھے۔اگر عادت بھی معلوم نہ ہو تو قریبی رشتہ دار کی عادت کے مطابق عمل کریں گے۔مستحاضہ کے احکام یہ ہیں کہ حیض ختم ہونے پر غسل کرے اور ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے نماز روزہ اعتکاف طواف جیسے تمام عبادات انجام دے سکتی ہے اس سے مباشرت بھی جائز ہے۔

بچے کی ولادت کے بعد خواتین کو جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں جب کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور اس سے کم کی کوئی حد نہیں ہے۔ان ایامِ مخصوصہ میں عورت کا نماز پڑھنا،روزہ رکھنا،شوہر کے ساتھ مباشرت کرنا،بیت اللہ شریف کا طواف کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا اسے چھونا وغیرہ جائز نہیں ہے ان سب امور میں احتراز لازم ہے۔اسی ضمن میں صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں:

أقل الحيض ثلاثة ايام ولياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضة" قوله عليه الصلاة والسلام "أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة أيام ولياليها وأكثره عشرة أيام" وهو حجة على الشافعي رحمه الله تعالى في التقدير بيوم وليلة.وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى: أنه يومان والأكثر من اليوم الثالث إقامة للأكثر مقام الكل قلنا هذا نقص عن تقدير الشرع "وأكثره عشرة أيام ولياليها والزائد استحاضة" لما روينا وهو حجة على الشافعي رحمه الله تعالى في التقدير بخمسة عشر يوما ثم الزائد والناقص استحاضة لأن تقدير الشرع يمنع إلحاق غيره به "وما تراه المرأة من الحمرة والصفرة والكدرة في أيام الحيض حيض" حتى ترى البياض خالصا "وقال أبو يوسف رحمه الله: لا تكون الكدرة حيضا إلا بعد الدم" لأنه لو كان من الرحم لتأخر خروج الكدر عن الصافي ولهما ما روي أن عائشة رضي الله عنها جعلت ما سوى البياض الخالص حيضا وهذا لا يعرف إلا سماعا، وفم الرحم منكوس فيخرج الكدر أولا كالجرة إذا ثقب أسفلها.وأما الخضرة فالصحيح أن المرأة إذا كانت من ذوات الأقراء تكون حيضا ويحمل على فساد الغداء وإن كانت كبيرة لا ترى غير الخضرة تحمل على فساد المنبت فلا تكون حيضا "والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم وتقضي الصوم ولا تقضي الصلاة" لقول عائشة رضي الله عنها كانت إحدانا على عهد

رسول الله عليه الصلاة والسلام إذا طهرت من حيضها تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة ولأن في قضاء الصلاة حرجا لتضاعفها ولا حرج في قضاء الصوم "ولا تدخل المسجد" وكذا الجنب لقوله عليه الصلاة والسلام "فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب" وهو بإطلاقه حجة على الشافعي رحمه الله في إباحة الدخول على وجه العبور والمرور "ولا تطوف بالبيت" لأن الطواف في المسجد "ولا يأتيها زوجها" لقوله تعالى: {ولا تقربوهن حتى يطهرن} [البقرة: 222] "وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القرآن" لقوله صلى الله عليه وسلم "لا تقرأ الحائض والجنب شيئا من القرآن" وهو حجة على مالك رحمه الله في الحائض وهو بإطلاقه يتناول ما دون الآية فيكون حجة على الطحاوي في إباحته "وليس لهم مس المصحف إلا بغلافه۔[2]

"حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے اور اس سے کم کو استحاضہ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ نو عمر لڑکی اور بالغ عورت دونوں کے لیے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ یہ قول امام شافعیؒ کے اس قول کے خلاف دلیل ہے جس میں انہوں نے حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات مقرر کی ہے۔امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ حیض کی کم از کم مدت دو دن ہے، اور تیسرے دن کا بیشتر حصہ بھی حیض میں شمار ہوگا، کیونکہ اکثر حصے کو پورے کا درجہ دیا جاتا ہے۔احناف کا یہ کہنا ہے کہ یہ شرعی تعیین سے کم ہے، اس لیے قابل قبول نہیں۔اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہے، اس سے زیادہ استحاضہ ہے۔ جیسا کہ ہم نے حدیث بیان کی، یہ امام شافعیؒ کے اس قول کے خلاف دلیل ہے جس میں انہوں نے حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن مقرر کی ہے۔ حیض کی شرعی مدت سے کم یا زیادہ کو استحاضہ ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ شرعی تعیین کے بعد اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔اور عورت حیض کے دنوں میں جو سرخ، پیلے یا گدلے رنگ کا خون دیکھے، وہ سب حیض ہے" یہاں تک کہ وہ صاف سفید پانی دیکھ لے۔امام ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ گدلا پانی آنے کے بعد ہی حیض میں شمار ہوگا، کیونکہ اگر یہ بھی رحم سے ہوتا تو گدلا پانی صاف خون کے بعد آنا چاہیے تھا۔ان دونوں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے پاس حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے سفیدی کے علاوہ ہر چیز کو حیض قرار دیا، لیکن یہ روایت صرف سماع ہی سے معلوم ہے۔ نیز، رحم کا منہ نیچے کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے، اس لیے گدلا پانی پہلے نکلتا ہے، جیسے گھڑے کے نیچے سوراخ ہو تو گدلا پانی پہلے نکلتا ہے۔ رہی سبزی مائل رنگت، تو صحیح بات یہ ہے کہ اگر عود حیض والی عورت یعنی جسے باقاعدہ حیض آتا ہو، کو یہ رنگت نظر آئے تو وہ حیض ہے اور اسے خراب غذا کے اثر پر محمول کیا جائے گا۔ لیکن اگر بوڑھی عورت کو جسے حیض نہیں آتا، صرف یہی سبزی مائل رنگت نظر آئے تو اسے اعضائے تناسل کی خرابی پر محمول کیا جائے گا اور وہ حائضہ نہیں ہوگی۔ حیض کی حالت میں عورت پر سے نماز ساقط ہو جاتی ہے، اس پر روزہ رکھنا حرام ہوتا ہے، وہ روزوں کی قضا کرے گی لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرے گی۔ اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں سے کوئی

[2] Al-Marghīnānī, ʿAlī ibn Abī Bakr, Al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī, (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1st ed., 1425 AH), 1/32.

عورت حیض سے پاک ہوتی تو روزوں کی قضا کرتی تھی لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی تھی۔ نیز نماز کی قضا میں مشقت ہے کیونکہ اس کی تعداد زیادہ ہے جبکہ روزے کی قضا میں ایسی کوئی مشقت نہیں۔اور حائضہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی۔ یہی حکم جنبی کا بھی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔اس عام الفاظ کے پیشِ نظر امام شافعیؒ کے لیے یہ دلیل ہے جنہوں نے گزرنے یا عبور کرنے کے لیے مسجد میں داخلے کی اجازت دی ہے۔اور وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی کیونکہ طواف مسجد میں ہوتا ہے۔اور اس کا شوہر اس کے ساتھ جماع نہیں کر سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان عورتوں کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔(البقرۃ: 222)اور حائضہ، جنبی اور نفاس والی عورت کے لیے قرآن پاک پڑھنا جائز نہیں۔اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔ یہ قول امام مالکؒ کے اس موقف کے خلاف دلیل ہے جس میں انہوں نے حائضہ کے لیے قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ نیز یہ حدیث عام ہے اور ایک آیت سے کم پڑھنے کو بھی شامل ہے،اس لیے یہ امام طحاویؒ کے اس موقف کے خلاف بھی دلیل ہے جنہوں نے اس کی اجازت دی ہے۔اور ان حائضہ اور جنبی کے لیے غلاف کے بغیر مصحف کو چھونا جائز نہیں ہے۔"

حائضہ خواتین کے پس خوردہ کا مسئلہ

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی زندگی کے ہر گوشے کو تہذیب و تطہیر سے ہم کنار کرتا ہے اس نے معاشرتی اقدار، گھریلو تعلقات اور روز مرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی روحانی تربیت کا ایسا نمونہ پیش کرتا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی نظام میں نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی نہ صرف ایک شوہر کی حیثیت سے ہے بلکہ آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی حسنِ معاشرت کا آئینہ دار ہے اور امتِ مسلمہ کے لیے ایک اعلیٰ عملی نمونہ ہے۔اسی تناظر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے۔

((عَن عَائِشَةَقَالَتْ:كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ فَأُعْطِيهِ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ وَأَشْرَبُ الشَّرَابَ فَأُنَاوِلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ اَشْرَبُ مِنْهُ۔))[3]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حالتِ حیض میں ہڈی سے گوشت نوچتی پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی اور آپ ﷺ اپنا منہ اسی جگہ پر رکھتے جہاں میں رکھتی تھی اور میں پانی پی کر رسول اللہ ﷺ کو دیتی تو آپ ﷺ اپنا منہ اسی جگہ پر رکھ کر پیتے جہاں سے میں پیتی تھی۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت و رحمت کا بیان ہے بلکہ اس میں امتِ مسلمہ کے لیے کئی اہم شرعی احکام مستنبط ہیں۔مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں حالتِ حیض کو ناپاکی کا سبب نہیں سمجھا گیا جس سے عورت کو الگ کر دیا جائے یا اس سے پرہیز برتا جائے۔رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس قدر قرب اور محبت سے پیش آنا کہ ان کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو اپنانا اس بات کا کھلا پیغام ہے کہ حیض عورت کی حرمت یا وقار میں کوئی کمی نہیں لاتا اور نہ ہی وہ ناپاک ہے کہ اس سے تعلق میں کراہت سمجھی جائے۔

[3] Al-Sijistānī, Sulaymān ibn Ashʿath, Al-Sunan, (Riyadh: Dār al-Salām, 1st ed., 1420 AH), Kitāb al-Ṭahārah, Bāb fī Muʾākalah al-Ḥāʾiḍ wa Mujāmaʿatihā, ḥadīth no. 259.

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حالتِ حیض میں عورت ناپاک نہیں ہوتی کہ اس سے چھوڑی ہوئی چیزیں یا برتن ناپاک ہو جائیں نہ اس کا جوٹھا پانی ناپاک ہے نہ وہ اشیاء جنہیں وہ ہاتھ لگاتی ہیں یا استعمال کرتی ہیں۔ یہ ان غلط عقائد کارد ہے جو بعض اقوام اور مذاہب میں رائج تھے اور بعض علاقوں میں آج بھی موجود ہیں کہ حالتِ حیض میں عورت کو چھوا جائے تو ناپاکی سرایت کرتی ہے، اسلام ان خرافات سے پاک ہے۔ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ میں رسول اللہ ﷺ نے عملاً اس تصور کو توڑ دیا اور امتِ مسلمہ کے لیے ایسا عمل چھوڑا جس سے دین کی روح اور شرافتِ نسوانی کا احترام واضح ہوتا ہے۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے ازدواجی زندگی میں ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کی قدر کا سبب ملتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ایک تربیتی عمل ہے جو شوہروں کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ محبت اور عزت کے ساتھ پیش آئیں۔ موجودہ دور میں جب بہت سے معاشروں میں حالتِ حیض کو نفرت، شرمندگی یا الگ تھلگ کی جانے کی بنیاد بنایا جاتا ہے تو مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں ہمیں باوقار رویہ اپنانے کی ضرورت ہے۔

آج بھی بعض مرد حضرات اس زمانے میں بھی بیوی سے اجتناب برتتے ہیں اور بات چیت کو محدود کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ان کے چھوئے ہوئے برتنوں کو استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں ایسے حالات میں مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کی تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور محبت کا وہی انداز اپنائے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنایا۔ اگر رسول اللہ ﷺ مہربانی و مودت کی انتہا پر پہنچے تو امتِ مسلمہ کے مردوں کو بھی اسی روش پر چلنا چاہیے اور اپنی ازواج کے لیے محبت اور احترام کا ذریعہ بننا چاہیے۔ اسی طرح خواتین کے لیے بھی اس حدیثِ رسول ﷺ میں ایک لطیف پیغام ہے کہ وہ اپنی اس فطری حالت کو احساس کمتری یا شرمندگی کا باعث نہ بنائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت ان دنوں میں بھی قابلِ احترام اور عزت والی ہے۔ اسلام نے نہ صرف عورت کی طبّی کیفیات کو عزت دی بلکہ ان کی عزتِ نفس کا تحفظ بھی کیا چنانچہ ایسی خواتین جو موجودہ زمانے میں خود کو ناپاک یا ناقابل محبت سمجھتی ہیں ان کے لیے یہ حدیثِ رسول ﷺ دل جوئی کا پیغام دیتی ہے۔

حائضہ خواتین کی زیب وزینت کی تحدید

اسلام نے خواتین کو ہر حیثیت سے عزت و وقار عطا کیا ہے چاہے وہ عبادت کے دائرے میں ہو یا اس کے طبّی تقاضوں سے متعلق معاملات میں ہو۔ زمانہ جاہلیت میں عورت بالخصوص حالتِ حیض میں انتہائی حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی بعض اقوام حالتِ حیض میں خواتین کو گھر سے الگ کر دیتے تھے بعض اسے ناپاک سمجھ کر ہر انسانی تعلق منقطع کر لیتے تھے اور بعض تو اسے چھونے سے بھی گریز کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین دینِ اسلام آیا تو اس نے ان تمام غیر فطری اور ظالمانہ رویوں کا خاتمہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کی اس طبّی کیفیت کے دوران اس کے ساتھ حسنِ سلوک، محبت اور معمولاتِ زندگی کو جاری رکھنے کا حکم دیا اور عورت کو اس کی حالتِ حیض میں بھی وہی عزت واحترام حاصل ہے جو کسی اور وقت میں ہوتا ہے اور اس کی طہارت یا پاکیزگی کا معیار اس کے قلب و نیت سے ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

((عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ:تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ؟فَقَالَتْ:قَدْ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَخْتَضِبُ فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَانَا عَنْهُ۔))[4]

حضرت معاذہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ کیا حائضہ مہندی لگا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے مہندی لگاتے تھے لیکن آپ ﷺ ہمیں منع نہ فرماتے۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں حیض کی حالت کو کوئی ایسی رکاوٹ یا مانع نہیں بنایا گیا کہ عورت اپنی زیب وزینت اور سلیقہ شعاری کے عام معمولات سے دستبردار ہو جائے نہ ہی مہندی جیسے زینتی عمل کو عبادات سے مشروط کیا گیا ۔ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے ایک اصولی بات سامنے آتی ہے کہ حالتِ حیض میں عورت کے عمومی افعال جو طہارت پر موقوف نہیں ان میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ مہندی کا لگانا نہ تو طہارت کے لیے شرط ہے اور نہ ہی اس کا تعلق عبادت کے دائرے سے ہے۔ اس لیے حالتِ حیض میں اس کی اجازت دینا نہ صرف عقلی طور پر موزوں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی عملی سنت سے بھی ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ فرمان بذاتِ خود ایک تقریرِ رسول ﷺ کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ یہ اصول حدیث و فقہ میں معروف ہے کہ تقریرِ رسول ﷺ بھی حدیثِ نبوی ﷺ میں شمار ہوتی ہے۔ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ عصرِ حاضر میں ان خیالات کی نفی کرتی ہے جو عورت کو حیض کی حالت میں ہر قسم کی زیب و زینت، طہارت اور معمولات سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ مہندی لگانے، خوشبو استعمال کرنے یا زیب وزینت اختیار کرنے کو اس حالت میں معیوب سمجھتے ہیں حالانکہ شریعتِ اسلامیہ نے ایسی کوئی حد بندی مقرر نہیں کی بلکہ اس کے برعکس عورت کو ترغیب دی ہے کہ ہر حال میں اپنے وجود کی عزت اور جمال کو برقرار رکھیں۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کی تطبیق موجودہ معاشرے میں ضروری ہے جہاں بعض خواتین خود کو اس کیفیت میں کمتر یا ناپاک تصور کرکے غیر فطری شرمندگی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ جواب شرعی جواز پر مبنی ہے ان خواتین کے لیے جو فطری حالت میں معاشرتی یا خاندانی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جو وحی کا مرکز تھا خواتین کو ان کی فطری معاملات میں کوئی رکاوٹ نہ تھی بلکہ ان کی فطرت اور راحت کا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ مہندی جو کہ عورت کے لیے زیب وزینت کا ایک اہم پہلو ہے اس کا استعمال کسی حال میں بھی ممنوع قرار نہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام عورت کی فطری نفسیات کا احترام کرتا ہے اور اس کے لیے طہارت کو فطرت کے ساتھ جوڑتا ہے۔

لہذا اس مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے مستنبط حکم بالکل واضح ہے کہ حیض کی حالت میں عورت مہندی لگا سکتی ہے اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تقریر سے مستفاد یہ اصولی ہدایت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ جو چیز فطرت اور زینت سے متعلق ہو اور جس میں طہارت یا نجاست کا کوئی براہ راست تعلق نہ ہو۔ عورت کے لیے ہر حالت میں جائز ہے۔ یہی اسلام کی اصل خوبصورتی ہے کہ اس نے انسانی فطرت کو سنوارا ہے اور عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کا راستہ دکھایا ہے۔

---

[4] Al-Qazwīnī, Muḥammad ibn Yazīd, Al-Sunan, (Saudi Arabia: Dār al-Ṣiddīq lil-Nashr, 1435 AH, 2nd ed.), Abwāb al-Tayammum, Bāb al-Ḥāʾiḍ Takhtaḍib, ḥadīth no. 656.

حالتِ حیض میں عبادات کی ادائیگی

تقریرِ رسول ﷺ اصول فقہ اور حدیثِ نبوی ﷺ کے علوم میں ایک اہم مقام رکھتی ہے جس میں ایک عورت کے سوال کے جواب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کی تصریح موجود ہے۔ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے دور میں رائج ایک فقہی مسئلے کی وضاحت فرمائی کہ حالتِ حیض میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا گیا ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ :

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْهَا أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ:أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ،ثُمَّ نَطْهُرُ وَلَمْ يَأْمُرْنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔)) [5]

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا۔ کیا حائضہ نماز کی قضاء کرے گی۔انہوں نے کہا۔ کیا تو حروریہ ہے ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس حیض آتا تھا پھر ہم پاک ہو جاتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے مستنبط احکام میں سب سے اہم یہ ہے کہ حیض کی حالت میں عورت پر نمازوں کی قضاء واجب نہیں ہوتی جبکہ روزوں کی قضاء لازم ہے۔اس کی حکمت میں علماء کرامؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نماز ہر روز پانچ وقت ادا کرنی ہوتی ہے اور حیض پانچ سے سات دن تک رہتا ہے جس میں تقریباً پچیس سے پینتیس نمازیں رہ جاتی ہیں۔ ہر مہینے ان نمازوں کی قضاء کرنا عورت کے لیے مشکل ہے۔خاص طور پر بچوں کی پرورش اور گھریلو مصروفیات کے پیشِ نظر جبکہ روزہ سال میں صرف ایک مہینے کے ہوتے ہیں اور ان کی قضاء آسان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عورت کے لیے ایک رعایت ہے جو دین میں تنگی نہ ہونے کے اصول پر دلالت کرتی ہے۔حائضہ خواتین کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ ﴾[6]

ان سے کہہ دو! کہ یہ ایک ناپاک اور تکلیف دِہ خون ہے اس لیے حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ اور ان سے ہم بستری بھی نہ کرو۔

ذکر کردہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے پاس جانے کی پابندی کی حد اس کی پاکیزگی کو ٹھہرایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکم کی علت حیض کی آمد اور اس کی بازگشت ہے۔اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے جس کو امام مسلمؒ اور امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے:

((أَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بالبيت،قَالَ: فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ،وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ، فَاعْتَمَرَت))[7]

---

[5] Al-Qazwīnī, Al-Sunan, Abwāb al-Tayammum, Bāb al-Ḥāʾiḍ Lā Taqḍī al-Ṣalāh, ḥadīth no. 631.
[6] Al-Qurʾān 2:222.
[7] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, (Damascus: Dār Ibn Kathīr, 1414 AH, 5th ed.), Kitāb al-ʿUmrah, Bāb ʿUmrat al-Tanʿīm, ḥadīth no. 1785.

حضرت عائشہ صدیقہؓ اس حج میں حائضہ ہو گئی تھیں اس لیے انہوں نے اگرچہ تمام مناسک ادا کئے لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔ پھر جب وہ پاک ہو گئیں اور طواف کر لیا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں، آپ ﷺ نے اس پر عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ سے کہا کہ انہیں ہمراہ لے کر تنعیم جائیں اور عمرہ کرا لائیں۔

ذکر کردہ حدیثِ رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ ان دنوں نماز پڑھنا حرام ہے، نماز کے علاوہ ذکر واذکار، تسبیح و تحلیل اور دعا وغیرہ کر سکتی ہے۔ کتبِ فقہ اور کتبِ احادیث کا مطالعہ بھی کر سکتی ہے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت بھی سن سکتی ہے۔ صرف نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ حائضہ عورت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق جمہور علماء کرام کا مؤقف یہ ہے کہ دل میں تو پڑھا جا سکتا ہے البتہ زبان سے اس کی تلاوت جائز نہیں۔ امام بخاریؒ، ابن جریر طبریؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، امام ابن حزم داؤد ظاہری اور امام ابن منذرؒ کا مؤقف ہے کہ حائضہ تلاوتِ قرآن مجید کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں جو احادیثِ رسول ﷺ مروی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عورتوں کو حیض آتا تھا اگر ممانعت ہوتی تو حیض کی طرح اس کی بھی وضاحت کے ساتھ روایات ہوتیں۔ کسی بھی صحیح حدیث سے ممانعت ثابت نہیں ہے۔ حائضہ خواتین کے مسائل سے متعلق چند اہم نکات ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

- عورت کو نماز کی طرح روزہ رکھنے کی بھی ممانعت ہے لیکن فراغت کے بعد ان روزوں کی قضا ادا کرنا ہو گی جو حیض کے دوران میں رہ گئے ہیں۔
- حائضہ عورت کو بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کرنا چاہیے خواہ فرض ہو یا نفل رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ □ سے فرمایا تھا کہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کرو جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تا آنکہ تجھے طہارت حاصل ہو جائے۔ صفا و مروہ کی سعی، میدان عرفہ میں وقوف مزدلفہ اور منی میں ٹھہرنا اور رمی و جمار کرنے کے متعلق کوئی پابندی نہیں۔ اس بنا پر اگر کسی عورت نے حالتِ طہارت طواف مکمل کر لیا پھر فوراً بعد حیض آ گیا تو اس کا طواف مکمل ہے اسی طرح سعی کرتے وقت اگر حیض آ جائے تو اپنی سعی مکمل کر لینی چاہیے اس میں کوئی حرج نہیں۔
- دورانِ حیض میں خاوند کے لیے عورت سے مقاربت کرنا حرام ہے عورت کو بھی چاہیے وہ کسی صورت میں اپنے خاوند کو موقع نہ دے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جماع کے علاوہ تمہیں حائضہ عورت سے ہر قسم کا استمتاع کرنے کی اجازت ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

((أَنَّ الْيَهُودَ،كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ،لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ،فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ سورة البقرة آية 222 إِلَى آخِرِ الآيَةِ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ،إِلَّا النِّكَاحَ۔))[8]

[8] Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Kutub lil-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1417 AH, 3rd ed.), Kitāb al-Ḥayḍ, Bāb Jawāz Ghusl al-Ḥāʾiḍ Raʾs Zawjihā wa Tarjīlih wa Ṭahārat Suʾrihā wa al-Ittikāʾ fī Ḥijrihā wa Qirāʾat al-Qurʾān fīh, ḥadīth no. 694.

یہودیوں کی کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اس کے ساتھ گھر ہی میں اکٹھے رہتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ یہ آپ ﷺ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ ﷺ فرما دیجیے، یہ اذیت کا وقت ہے، اس لیے مقام حیض میں عورتوں کے ساتھ مجامعت سے دور ہو، آخر تک۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماع کے سوا سب کچھ کرو۔

- امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ اس دوران میں خاوند اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا البتہ اس دوران میں بیوی سے بوس و کنار اور اس کے ساتھ محوِ استراحت ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ اسے اپنے آپ پر کنٹرول ہو۔
- خاوند پر حرام ہے کہ وہ حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم ایسی حالت میں طلاق دو کہ وہ طلاق کے بعد اپنی عدت کا آغاز کر سکے لہذا حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق نہیں دینی چاہیے البتہ اس سے تین صورتیں مستثنیٰ ہیں، ایک یہ عورت سے نکاح کرنے کے بعد مقاربت یا خلوت صحیحہ سے پہلے اگر طلاق دینا ہو تو وہ حالتِ حیض میں دی جاسکتی ہے کیونکہ ایسی صورت میں عورت کے ذمے عدت وغیرہ ہوتی ہی نہیں۔ دوم یہ کہ حالتِ حمل میں اگر حیض آجائے تو اس حالت میں بھی طلاق دی جاسکتی ہے کیونکہ اس صورت میں عدت وضع حمل ہے خواہ حیض آئے یا نہ آئے۔ سوم یہ کہ اگر عورت کے مطالبے پر خلع کی صورت میں طلاق دی جائے تو وہ بھی حیض کی حالت میں دی جاسکتی ہے البتہ حالت حیض میں نکاح کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں لیکن اس حالت میں خاوند کو بیوی کے پاس نہیں جانا چاہیے اگر اسے خود پر کنٹرول ہو تو اس کے پاس جانے میں یعنی لیٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم بہتر ہے کہ اس سے پرہیز کریں۔
- جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اسے تین حیض آنے تک عدت گزارنی ہوگی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾[9]

اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ اس کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے۔

- اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل تک عدت گزارنی ہوگی۔ سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾[10]

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جَن لیں۔

اگر طلاق یافتہ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے اگر وہ حاملہ نہیں ہے اسے حیض بھی نہیں آتا تو اسے عدت کے بطور تین قمری مہینے کا انتظار کرنا ہوگا۔ حمل کے علاوہ حیض کے نہ آنے کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ نابالغہ ہو، دوم یہ کہ

---

[9] Al-Qurʾān 2:228.
[10] Al-Qurʾān 4:65.

سنِ ایاس کو پہنچ چکی ہو، سوم یہ کہ کسی بیماری کی وجہ سے رحم نکال دیا گیا ہو یا بیکار ہو چکا ہو۔ جن عورتوں کو مقاربت کے بغیر طلاق ہو جائے ان پر کوئی عدت نہیں، وہ طلاق ہوتے ہی عقدِ زوجیت سے آزاد ہو جاتی ہیں۔

- جب حائضہ عورت حیض سے فارغ ہو جائے تو اسے غسل کرنا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش کو حکم دیا تاکہ جب تجھے حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ امام بخاریؒ کی روایت ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي۔))[11]

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ ابو حبیش کی بیٹی فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے۔ اس لیے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے۔ تو جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے بدن اور کپڑے سے خون کو دھو ڈال پھر نماز پڑھ۔

- کسی ضرورت کے پیشِ نظر مانع حیض ادویات استعمال کی جا سکتی ہیں لیکن اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ ان کے استعمال سے کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو، دوم یہ کہ اگر نقصان کا خطرہ ہو تو ان کا استعمال جائز نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [12] "اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو" نیز سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ [13]"اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔"

- ذکر کردہ ارشادات کے پیش ِ نظر اگر واضح طور پر کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو مانع حیض ادویات کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے اگر اس کے ساتھ خاوند کا تعلق ہے تو اس سے اجازت لینا بھی ضروری ہے مثلاً عورت کسی ایسی عدت میں ہے کہ اس کا نان و نفقہ خاوند کے ذمے ہے اس حالت میں عورت مانع حیض ادویات استعمال کر کے اپنی عدت طویل کرنا چاہتی ہے تاکہ اسے تادیر خرچہ ملتا رہے اس صورت میں خاوند سے اجازت لینی پڑے گی۔ جواز کے باوجود عورت کے حق میں بہتر یہی ہے کہ ایسی ادویات شدید ضرورت کے علاوہ استعمال نہ کریں کیونکہ قدرت کے نظام سے چھیڑ چھاڑ کرنا اچھا کام نہیں ہے۔ فطرت نے عورت میں اعتدال اور اس کی سیرت کے پیش ِ نظر نظام حیض کو جاری کیا ہے اس لیے بہتر ہے کہ اس فطری نظام کو برقرار رکھا جائے۔

حیض کے احکام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تقریرات امتِ مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں ایسی ایک حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے واقعہ پر مشتمل ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات میں نماز پڑھتے تھے اور میں

[11] Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Wuḍūʾ, Bāb Ghasl al-Dam, ḥadīth no. 228.
[12] Al-Qurʾān 2:195.
[13] Al-Qurʾān 4:29.

حالت حیض میں ہوتی تھی اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں سوتی تھی اور اور میری چادر کا کچھ حصہ کا رسول اللہ ﷺ پر ہوتا تھا۔یہ حدیثِ رسول ﷺ نہ صرف حیض کے دوران عورت کے ساتھ رہن سہن کے ایک جزوی مسئلے کی وضاحت کرتی ہے اور حالتِ حیض میں حضرت عائشہؓ کا اپنے شوہر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بستر پر موجود رہنا اور رسول اللہ ﷺ کی چادر کا حصہ آپ کو لگنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حالتِ حیض میں عورت نجس نہیں ہوتی بلکہ صرف بعض مخصوص عبادات سے روک دی جاتی ہیں۔اس حوالے سے ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

((حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ،حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى،عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ،عَنْ عَائِشَةَ،قَالَتْ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ۔))[14]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں نماز پڑھتے اور میں حالتِ حیض میں آپ ﷺ کے پہلو میں ہوتی اور میرے اوپر میری ایک چادر ہوتی جس کا کچھ حصہ آپ ﷺ پر ہوتا تھا؛

((حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ:حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ،قَالَ:حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ:سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ"وَزَادَ مُسَدَّدٌعَنْ خَالِدٍقَالَ:حَدَّثَنَا سليمان،الشيبانِي وَأَنَا حَائِضٌ۔))[15]

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضلؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیادؒنے بیان کیا، کہا ہم سے شیبانی سلیمانؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن شداد ؒنے بیان کیا، کہا ہم نے حضرت میمونہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے برابر میں سوتی رہتی۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھے چھو جاتا حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

مذکورہ احادیثِ رسول ﷺ سے مستنبط حکم یہ ہے کہ حالتِ حیض میں عورت سے مباشرتِ کاملہ حرام ہے لیکن ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے کے حصے سے بوس و کنار جائز ہے نیز ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصے سے استمتاع بغیر حائل یعنی کپڑے کے ناجائز ہے لیکن اگر درمیان میں کوئی حائل ہو تو پھر جائز ہے بشرطِ کہ جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔مذکورہ احادیثِ رسول ﷺ سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔ایک یہ کہ حدیثِ رسول ﷺ اس بات کی دلیل ہے کہ حالتِ حیض میں عورت کو نجس یا ناپاک سمجھنے کی بجائے اس کے ساتھ محدود جسمانی تعلقات قائم رکھنے کی شرعی گنجائش موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل امتِ مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔دوسرا یہ کہ یہ فعلِ رسول ﷺ بیان جواز کے لیے تھا یعنی امتِ مسلمہ کو یہ شرعی حکم بتلانے کے لیے کہ اگر ناف اور گھٹنوں کے مابین کا حصہ کسی کپڑے وغیرہ سے چھپایا جائے تو بیوی کو ساتھ لیٹنا اور اس سے بوس و کنار کرنا جائز ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے فرض منصبی ہونے کی بناء پر ضروری تھا۔ تیسرا یہ کہ توازن اور اعتدال کے اصول کو واضح کرتا ہے جہاں نہ تو حیض کے دوران عورت سے مکمل قطع تعلق لازم ہے اور نہ ہی قیدِ مباشرت کی اجازت ہے بلکہ شرعی حدود و قیود کا احترام کرتے ہوئے گھریلو زندگی کو جاری رکھا جا سکتا ہے۔

14 Al-Sijistānī, Al-Sunan, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb fī al-Rukhsah fī Dhālik, ḥadīth no. 370.
15 Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ṣalāh, Bāb Idhā Ṣallā ilā Firāshin fīhi Ḥāʾiḍ, ḥadīth no. 518.

مذکورہ مستنبط حکم کی عصری تطبیق موجودہ دور میں انتہائی اہم ہے خاص طور پر جدید شہری زندگی میں جہاں رہائشی جگہوں کی قلت اور مصروفیات کی کثرت کے باعث زوجین کے درمیان قربت کے مواقع محدود ہو سکتے ہیں ایسے میں حیض کے دوران جائز استمتاع کی یہ رخصت گھریلو تعلقات کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے بشرطِ کہ شرعی حدود و قیود کا پورا خیال رکھا جائے۔

معاصر تطبیقات کے حوالے سے موجودہ دور میں خواتین کے لیے یہ رعایت اور بھی اہمیت اختیار کر گئی ہے کیونکہ موجودہ دور میں خواتین کی ذمہ داریاں اور مصروفیات مزید بڑھ گئیں ہیں۔ خواتین گھر کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ دفاتر، کاروبار، تعلیم اور معاشرتی امور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ اگر ان پر ہر ماہ چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء لازم ہوتی تو یہ ان کے لیے ایک بہت بڑا بوجھ بن جاتا ہے اس لیے شریعتِ اسلامیہ کے یہ احکام عورت کی فطری اور جسمانی ضروریات کا تحفظ کرتے ہیں اور اس کے معاشرتی و معاشی کردار کو سہارا بھی دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ دین میں عورت کے لیے مخصوص احکام ہیں جو ان کی خصوصی حالات کے پیشِ نظر وضع کیے گئے ہیں۔

موجودہ دور کے بعض حلقوں میں عورت اور مرد کے احکام میں یکسانیت کی بات کی جاتی ہے جبکہ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ یہ واضح کرتی ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں عورت اور مرد کے فرائض میں فرق ہے کیونکہ دونوں کی فطری اور جسمانی ساخت مختلف ہے۔ اس لیے عورت کے لیے نماز اور روزں کے بعض احکام میں رعایت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ حالتِ حیض میں عبادت کے دیگر احکام مثلاً قرآن مجید کی تلاوت، ذکر و اذکار اور دعا وغیرہ کے سلسلے میں بھی علماء کرام ؒ نے تفصیلی رائے پیش کی ہے۔ اگرچہ حالتِ حیض میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا جمہور علماء کرامؒ کے نزدیک جائز نہیں لیکن ذکر و اذکار، استغفار، درود شریف اور دعائیں وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔ یہ تمام احکام شریعتِ اسلامیہ کے حقیقت پسندانہ ہونے کی دلیل ہے جو عورت کے لیے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت کے دروازے کھلے رکھتے ہیں۔

نفاس کی مدت کا تعین اور مستنبط احکام

نفاس کی مدت کے بارے میں امام ترمذیؒ، امام ابو داؤدؒ، امام ابن ماجہؒ، اور دیگر محدثین کرامؒ نے اپنی اپنی سنن میں روایات درج کی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

((حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَجْلِسُ أَرْبَعِينَ يَوْمًاوَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ۔))[16]

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چالیس دن نماز اور روزے سے رکی رہتی تھیں اور ہم اپنے چہرے پہ جھائیں کی وجہ سے ورس ملا کرتے تھے۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کا سب سے پہلا واضح مستنبط حکم یہ ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مقررہ مدت چالیس دن ہے اگر کسی عورت کو چالیس دن سے پہلے ہی خون آنا بند ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز اور روزے کی پابند ہو جاتی ہے۔ چالیس دن کے بعد آنے

[16] Al-Qazwīnī, Al-Sunan, Abwāb al-Tayammum, Bāb al-Nufasāʾ Kam Tajlis, ḥadīth no. 648.

والا خون نفاس نہیں بلکہ خونِ استحاضہ ہو گا جس کے احکام الگ ہیں۔ دوسرا واضح مستنبط حکم یہ ہے کہ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ میں لفظِ تقعد کا استعمال ہوا ہے۔ فقہاء کرامؒ کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتی تھیں، روزے نہیں رکھتی تھیں، قرآن مجید کو چھونے سے پرہیز کرتی تھی، مسجد میں نہیں جاتی تھی اور جماع بھی حرام تھا۔ یہ تمام احکام حیض والی عورت کے ہی مشابہ ہیں۔

مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ میں تیسرا مستنبط حکم یہ ہے کہ نفاس کی کم از کم مقررہ مدت ثابت نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر خون پیدائش کے فوراً بعد یا چند دنوں میں ہی بند ہو جائے تو عورت غسل کر کے عبادت شروع کر دے گی۔ نفاس کی کم از کم کوئی حد نہیں ہے۔ مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کے دوسرے حصے سے چوتھا مستنبط حکم یہ بھی ہے کہ نفاس اور حیض کی حالت میں عورت کا اپنی زینت اور خوبصورتی کے لیے یا جلد کے مسائل کے علاج کے لیے کوئی بھی ایسا کاسمیٹک یا علاج استعمال کرنا جائز ہے جو شرعاً ممنوع نہ ہو۔ لیکن وہ وضو یا غسل کے لیے پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع نہ بنے۔

دور حاضر میں مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں درج ذیل معاصر تطبیقات پیش کی گئیں ہیں۔ موجودہ دور میں ڈاکٹر الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے بچہ دانی کی صفائی کا جائزہ لیتے ہیں۔ اگر چالیس دن سے پہلے ہی ڈاکٹر یہ بتا دے کہ رحم مکمل طور پر صاف ہو چکا ہے اور جو خون آرہا ہے وہ معمول کے ماہانہ حیض یا استحاضہ کا ہے تو عورت کو چاہیے کہ وہ ڈاکٹر کے کہنے پر عمل نہ کرے بلکہ شرعی ضابطے کو مقدم رکھے۔ وہ چالیس دن تک انتظار کرے یا پہلے خون بند ہونے کی صورت میں غسل کرلے۔ نفاس کی مدت کا تعین طبی رپورٹ سے نہیں بلکہ خون کے آنے یا بند ہونے سے ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں عورتیں سیزیرین ڈیلیوری یا دیگر جدید طریقوں سے بھی بچہ جنتی ہیں جس میں عام ولادت کی طرح خون نہیں آتا۔ اس صورت میں نفاس نہیں ہو گا بلکہ عورت پر فوری غسل واجب ہو جاتا ہے اور وہ نماز روزے کی پابند ہو گی کیونکہ نفاس کا تعلق ان کے اخراج سے ہے نہ کہ صرف بچہ جننے کے عمل سے، کچھ عورتیں ایسی دوائیں استعمال کرتے ہیں جو نفاس کے خون کو جلد روک دیتی ہیں یا اس کے دورانیہ کو متاثر کرتی ہیں ایسی صورت میں بھی اصل معیار خون کا آنا یا بند ہونا ہے نہ کہ دوا کا اثر، خون بند ہونے پر غسل کرلیا جائے گا۔ چالیس دن کے بعد آنے والے خون کی نوعیت کو سمجھنا بہت ضروری ہے اگر یہ خون ماہواری کے مخصوص دنوں میں آیا ہے اور اس کی خصوصیات، رنگ، اور مقدار حیض جیسی ہیں تو ممکن ہے وہ حیض ہے۔ اگر بے قاعدہ ہیں تو وہ خونِ استحاضہ ہے۔ اس سلسلے میں کسی ماہر عالمِ دین سے رجوع کرنا چاہیے کیونکہ اس کے احکام الگ ہیں جیسے نماز اور روزں کی فرضیت ہے۔

خلاصہ:

دین اسلام ایک جامع نظامِ حیات ہے جو مردوں اور عورتوں کے جسمانی وروحانی اور معاشرتی ضروریات کو بیان کرتا ہے۔ مخصوصاتِ خواتین سے متعلق مسائل شریعتِ اسلامیہ میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ جو قول و فعلِ رسول ﷺ کے ساتھ تقریرِ رسول ﷺ کی روشنی میں متعدد احکام مستنبط کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مخصوصاتِ خواتین کے معاملات میں حکمت اور شفقت کے ساتھ رہنمائی فرمائی۔ مشہور صحابیاتؓ جیسے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیشؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی احادیث میں مخصوصاتِ خواتین کے مسائل کی وضاحت ملتی ہے۔ ذکر کردہ روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حالتِ حیض میں نماز اور روزہ معاف ہے لیکن بعد میں روزے کی قضا لازم ہے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اس کے بعد اگر خون جاری رہے تو وہ استحاضہ شمار

ہو گا۔استحاضہ کے دوران خواتین، نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآن مجید اور دیگر عبادات کر سکتی ہے۔ذکر کردہ تمام احادیثِ رسول ﷺ سے فقہاء کرام نے جو احکام مستنبط کیے ہیں وہ خواتین کی عزت و تکریم، آسانی، طہارت اور عبادت کی حفاظت کے ساتھ مربوط ہیں۔ان احکام سے شریعتِ اسلامیہ کی وسعت اور انسانی فطرت کے تقاضوں کا احترام واضح طور پر جھلکتا ہے۔

سفارشات و تجاویز:

- مدارسِ دینیہ اور جامعات میں ان موضوعات پر تحقیقی مقالات اور سیمینارز کا اہتمام کیا جائے تاکہ تقریراتِ رسول ﷺ اور استنباطِ فقہی احکام کی تربیت ہو۔
- خواتین کی شرعی تعلیم کو عام کیا جائے خاص طور پر مخصوصاتِ خواتین جیسے موضوعات کو سکولز و کالجز اور یونیورسٹیز کے اسلامیات کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ دینی علم عملی زندگی میں رہنمائی دے۔
- علماء کرام و مفتیان عظام کو چاہیے کہ وہ مخصوصاتِ خواتین کے ان مسائل پر سادہ زبان میں فتاویٰ اور رہنمائی فراہم کریں تاکہ غلط فہمیاں ختم ہوں۔
- مرد حضرات کو بھی تربیت دی جائے کہ وہ خواتین کے ان فطری مسائل کو احترام اور فہم کے ساتھ سمجھیں تاکہ گھریلو زندگی میں برداشت، آسانی اور دینی ہم آہنگی پیدا ہو۔
- میڈیا اور سوشل پلیٹ فارمز پر ماہرین شرع اور خواتین سکالرز کے ذریعے مثبت اور باحیا انداز میں آگاہی مہمات چلائی جائیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)